

جرم کرو — اٹھا — سزا نہ پاؤ

جب پاکستان میں، حدود (سزائوں) سے متعلق آرڈی نیس جاری ہوا تھا تو امریکہ کے ایک نامہ نگار نے، صدر مملکت پاکستان کے ساتھ اپنے انٹرویو میں کہا تھا کہ یہ سزائیں بڑی وحشت انگیز ہیں۔ اس کے جواب میں صدر پاکستان نے کہا تھا کہ لوگ صرف ان سزائوں کو دیکھتے ہو، اُن شرائط کو نہیں دیکھتے جن کے مطابق یہ سزائیں نافذ العمل ہوں گی۔ ان شرائط کی تد سے، سزا رہیں سے شاید کسی ایک مجرم کو یہ سزا مل سکے۔ یہ شرائط فقہ کی کتابوں میں منقول تھیں اور مذکورہ بالا آرڈی نیس میں ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا گیا تھا۔ اب سید محمد متین ہاشمی کی طرف سے ”اسلامی حدود“ کے عنوان سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں سزائوں کی تفصیلی احکام کو یک جا کر دیا گیا ہے۔ ہم اس (کتاب) میں سے صرف ان شرائط کو درج ذیل کرتے ہیں جن کے پورا نہ ہونے یا جن کے مطابق جرم سرزد ہونے سے مجرم پر (حد) کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ مشر جسٹس شمیم حسین قادری، قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ، نے کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے۔

مولانا سید محمد متین ہاشمی کی تالیف، اسلامی حدود، میری نظر سے گزری ہے۔ مؤلف موصوف نے نہایت جانفشانی اور عرق ریزی سے فقہ کی معروف کتابوں سے استفادہ کر کے اسلامی حدود پر جامع تبصرہ کیا ہے۔ یہ کتاب نظام اسلام کے نفاذ کے لئے نہایت سودمند ثابت ہو سکتی ہے۔ میں مؤلف موصوف کو ان کی اس کاوش پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اسلامی فقہ سے رغبت رکھنے والے احباب کے لئے یہ نسخہ ایک اچھا خزانہ ثابت ہوگا۔

اب ان شرائط کو دیکھئے جن کے پورا نہ ہونے سے (حد کی تد سے) مجرم پر حد عائد نہیں ہو سکتی۔ واضح رہے کہ ہم ان قوانین کو (بخیران کے جو قرآن کے مطابق ہوں) نہ صحیح مانتے ہیں نہ اسلامی۔ ہم انہیں محض اس لئے شائع کر رہے ہیں کہ پاکستان میں فقہی قوانین رائج ہو رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو معلوم ہو کہ یہ قوانین کس قسم کے ہیں۔ اس کتاب میں، ہر قانون کی تائید میں فقہ کی کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ لیکن ہم صرف ذیل فقہی کتاب (کے دوسرے ایڈیشن) کے صفحات کے حوالوں پر اکتفا کریں گے۔ بعض مقامات پر چند ایک الفاظ اپنی طرف سے اضافہ ہیں۔ انہیں ہم نے قوسین میں درج کیا ہے۔

۱۔ عام رجحان

کتاب کے شروع میں کہا گیا ہے کہ اسلامی قانون کا عام رجحان یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، کوشش کی جائے کہ ملزم سزا سے بچ جائے۔ اس کی تائید میں دو ایک نظائر ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جتنا تم سے ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دفع کیا کرو۔ اگر اس بات کی ذرا بھی گنجائش ہو کہ ملزم سزا سے بچ جائے تو اسے بچ جانے دو، کیونکہ معاف کر دینے میں اگر حاکم سے غلطی ہو جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا دینے میں غلطی کرے۔ (مش)

(۲) ابوہریرہؓ اور شریعت کی روایت میں ہے کہ جب حضرت عائشہؓ کو (جنس جرم زنا کی پاداش میں) رجم کی سزا دی جا رہی تھی، پھر کی سخت چوٹ لگی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن عبداللہ بن انیسؓ نے انہیں اونٹ کی ایک ٹہری سے ایسا مارا کہ وہ ہلاک ہو گئے۔ پھر جب عبداللہ بن انیسؓ نے حضورؐ سے یہ واقعہ بتایا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ ہو سکتا تھا کہ وہ توبہ کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا۔ (مش)

(۳) حضرت ماعز اسلمیؓ نے قبیلے کی ایک باندی سے زنا کیا اور انہوں نے سب سے پہلے حضرت ہزالؓ کے پاس اعتراف کیا۔ ہزالؓ نے انہیں مشورہ دیا کہ تم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اعتراف کرو۔ شاید آپؐ تمہارے لئے کوئی راستہ نکال دیں۔ آپؐ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپؐ نے ہزالؓ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اگر تو اس کے گناہ پر پردہ ڈال دیئے ہوتا تو تیرے حق میں بہتر ہوتا۔ (مش)

(۴) ملزم کے اعتراف سے جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ ملزم اپنے اقرار جرم سے پھر جائے۔

”حضورؐ کی خدمت میں ایک چور نے چوری کا اعتراف کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیا اس نے چوری کی ہے؟ میرا تو خیال ہے کہ اس نے چوری نہیں کی ہوگی۔“ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ: اقرار جرم کرنے والوں کو مہلکا دیا کرو۔ (مش)

(—)

اب جرائم کی طرف آئیے۔

جرم زنا (جس کی سزا سو کوڑے اور رجم بتائی جاتی ہے)

(۱) رجم کی صورت میں سب سے پہلے گواہوں سے (جن کی شہادت کی بنا پر زنا کا جرم ثابت ہوا تھا) پھر مارنے کو کہا جائے گا۔ اگر وہ پھر ماردیں تو ٹھیک ہے۔ اگر انکار کر دیں تو رجم نہیں کیا جائے گا۔ (مش)

- (۲) "اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا۔ پھر اس سے نکاح کر لیا تو امام یوسف اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد نہیں جاری کی جائے گی۔" (ص ۱۸)
- (۳) "امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زانی مرد اور زانیہ عورت میں سے اگر کوئی ایک بھی زنا کا انکار کر دے، درآنحالیکہ دوسرا فریق زنا کا اقرار کر دے ہو، تو منکر انکار کرنے والے پر توحہ جاری ہی نہیں ہوگی۔ معترف (اقرار کرنے والے) پر بھی اجرائے حد نہیں ہوگا۔" (ص ۱۹)
- (۴) "اگر ایک فریق کہے کہ اس نے زنا کیا ہے اور دوسرا یہ دعویٰ کرے کہ مزنیہ (جس عورت سے زنا کیا گیا ہے) سے اس کا نکاح ہو چکا ہے تو امام ابو حنیفہ اور امام احمدؒ کے نزدیک حد جاری نہیں کی جائے گی۔" (ص ۲۰)
- (۵) "اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہوا پکڑا جائے اور عورت اور مرد دونوں کہیں کہ ہمارا آپس میں نکاح ہو چکا ہے، تو جمہور فقہاء کے نزدیک دونوں میں سے کسی پر حد نہیں لگائی جائے گی۔" (ص ۲۱)
- (۶) "امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر دارالحرث کوئی شخص زنا کا ارتکاب کرے تو اس پر حد نہیں جاری ہوگی۔" (ص ۲۲)
- (۷) "یعنی اگر کوئی شخص، واپگہ کی سرحد سے اس پار کھیت میں زنا کا مرتکب ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔"
- (۸) "اگر کوئی شخص مجلس قضا (عدالت) میں جرم کا اقرار کرے، لیکن بعد میں اپنے اقرار سے پھر جائے، توحہ جاری نہیں ہوگی۔" (ص ۲۳)
- (۹) "زنا کی سزا سو کوڑے ہے۔ حضورؐ کے زمانے میں ایک شخص پر زنا کا جرم ثابت ہو گیا لیکن وہ بہت لاغر تھا۔ آپؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ گھجور کی ایک ایسی شاخ لی جائے جس میں سوشا خیں (ٹہنیاں) ہوں۔ اور اس سے ایک مرتبہ اسے مار دیا جائے۔" (ص ۲۴)
- (۱۰) "حضورؐ نے فرمایا، جو شخص کسی جانور سے صحبت کرے، اسے قتل کر دو اور جانور کو بھی قتل کر دو۔" (ص ۲۵)

لواطت (اعلام)

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس فعل کے مرتکب کو آگ میں جلا دینا چاہیے۔ اس کے برعکس امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ لواطت نہ زنا ہے۔ نہ زنا کے حکم میں ہے۔ اس لئے اس میں حد جاری نہیں کی جائے گی۔" (ص ۲۶)

قذف

(قذف کے معنی ہیں کسی پر زنا کی جھوٹی تہمت لگانا۔ قرآن کریم کی تفسیر سے اس کی سزا، اسی کوڑے ہے۔ اس کے متعلق اس کتاب میں ہے۔)

- (۱) "اگر چار سے کم گواہ واقعہ زنا پر شہادت دیں تو ان تمام گواہوں پر حد قذف عام ہو جائے گی۔" (ص ۶۶)
- (۲) "اگر چار گواہ کسی آدمی کے بارے میں زنا کی شہادت دیں اور ان کی بنیاد پر ملزم پر حد جاری کر دی جائے، لیکن بعد میں پتہ چلے کہ ان چاروں گواہوں میں سے ایک گواہ محدود در فی القذف تھا۔ (یعنی اس پر تہمت کی لگ چکی تھی) تو پھر ان بقیتہ تین گواہوں پر حد قذف لگے گی۔" (ص ۶۶)
- (۳) "اگر چار گواہ زنا کی شہادت دیں اور ان کی شہادت پر کسی کو جرم کر دیا جائے۔ بعد میں کوئی گواہ اپنی شہادت سے رجوع کر لے، تو گواہی سے پھر جانے والے شخص پر حد قذف لگائی جائے گی۔ لیکن اگر وہ نفاذ حد سے پہلے اپنی شہادت سے پھر جائے، تو پھر تمام گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی۔" (ص ۶۶)
- (۴) "امام ابو حنیفہ کے نزدیک، قاذف پر حد قذف اسی وقت لگے گی جبکہ قاذف نے دارالاسلام میں رہتے ہوئے تہمت لگائی ہو۔ اگر تہمت لگاتے وقت قاذف دارالحرب یا دارالبغی میں تھا تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔" (ص ۶۶)
- (دافعہ) یہ ہے کہ جرم زنا کے اثبات کے لئے چار ایسے گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے جنہوں نے اس فعل کے ارتکاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔

(۵)

خمر (شراب نوشی)

- خمر کو جرم تو قرار دیا گیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ خمر کتنے کسے ہیں؟
- (۱) "امام ابو حنیفہ کے نزدیک صرف مندرجہ ذیل مشروبات "خمر" کے حکم میں داخل ہیں:-
- (الف) انگور کا شیرہ، جبکہ وہ پک کر تیز ہو جائے اور اس پر جھاگ آ جائے۔
- (ب) انگور کے شیرے کو اس طرح پکایا جائے کہ اس کا دو تہائی حصہ جل جائے اور وہ نشہ آور ہو جائے۔
- (ج) کچھ یا نیم پختہ کھجور دن کا شیرہ جبکہ وہ پک کر تیز ہو جائے اور اس پر جھاگ آنے لگے۔
- ان کے علاوہ گندم، جو اور چاول کے مشروبات جو نشہ آور نہ ہوں، حلال ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک مذکورہ بالا اشیاء سے تیار کئے ہوئے مشروبات اس وقت تک شراب کے حکم میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ نشہ نہ پیدا کریں۔" (ص ۶۷)
- (۲) "امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک، اگر شراب کی بوتل پھٹ جائے یا کسی شخص نے اسے باؤدور ہو جانے کے بعد گواہان گواہی دیں، تو حد جاری نہیں ہوگی۔" (ص ۶۷)
- (۳) "امام شافعی فرماتے ہیں کہ محض نشہ بطور ثبوت کے کافی نہیں کیونکہ وہ ہو سکتا ہے کہ شراب اس نے کسی عذر شرعی کی وجہ سے پی لیا ہو، یا جبراً اسے پلا دی گئی ہو۔" (ص ۶۷)
- (۴) "جو شخص شراب نوشی کا اقرار کرے۔ اس کے بعد اپنے اقرار سے پھر جائے، تو اس پر حد نہیں ہوگی۔" (ص ۶۷)
- (۵) "اگر کسی کے پاس سے شراب برآمد ہو جائے تو اس پر حد نہیں ہوگی (العبۃ تعزیر ہو سکتی ہے)۔" (ص ۶۷)

(۵)

سرقہ (چوری) جس کی سزا موت کاٹ دینا ہے۔

(۱) اگر چور کا ایک ساتھی مکان کے باہر ہو، دوسرا مکان میں چوری کرے، مال مسروقہ اس ساتھی کو عطا نہ ہو۔ باہر کھڑا ہو، تو دونوں میں سے کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ امام یوسف فرماتے ہیں کہ اگر باہر والے نے مال پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ حرز (محفوظ مقام، یعنی مکان) میں داخل کیا تو دونوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔ لیکن اگر اندر والے نے مال پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ حرز سے باہر نکالا ہو، تو پھر اندر والے کا ہاتھ کاٹ دیا جائیگا۔ (ص ۱۱۸) (واضح رہے کہ سرقہ کی شرط یہ ہے کہ مال کسی محفوظ مقام سے چرایا گیا ہو)۔

(۲) کسی مکان کا دروازہ یا مسجد کا دروازہ چراینے پر حد جاری نہیں ہوگی۔ خلاف کعبہ یا کعبہ کا دروازہ چراینے پر بھی حد جاری نہیں ہوگی۔ (ص ۱۲۱)

(۳) اگر کوئی شخص کسی کے دل میں ہاں ہو، اور میزان کے مال کو چرائے، تو دیکھا جائے گا کہ اس نے کہاں سے مال چرایا۔ اگر اسی کمرے سے چرایا ہے جہاں وہ ٹھہرایا گیا تھا، تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔ اور اگر اس جگہ سے چرایا جہاں اس کا داخلہ ممنوع تھا تو حد جاری ہوگی۔ (ص ۱۲۱-۱۲۲)

(۴) کسی نے کسی کا مال چاکر یا غصب کر کے اپنے مکان میں بحفاظت رکھا اور اس مال کو کوئی دوسرا چور چرائے گیا تو اس دوسرے چور پر حد جاری نہیں ہوگی۔ (ص ۱۲۲)

(۵) "چور نے سامان مکان کے کمرے سے نکال کر دالان میں رکھا ہی تھا کہ پکڑا گیا، تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔" (۶) اگر چور نے مکان میں نقب لگائی اور سوراخ میں ہاتھ ڈال کر مال نکال لیا یا کوئی چھپائی یا بانس ڈال کر مال باہر کھینچ لیا، خود مکان میں داخل نہ ہوا، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قطع ید نہیں ہوگا۔ (ص ۱۲۳)

(۷) اگر چور کے کسی ساتھی نے نقب لگائے، دروازہ توڑنے، دروازہ کھولنے، دیوار پر چڑھنے اور مال مسروقہ اٹھا کر لے جانے میں اپنے ساتھی کی مدد کی، لیکن حرز میں داخل نہیں ہوا، تو اس کا قطع ید نہیں ہوگا بلکہ تعزیر ہوگی۔ (ص ۱۲۵)

(۸) اونٹوں کی ایک قطار جارہی تھی۔ کسی نے اس قطار میں سے ایک اونٹ کو پکڑ کر نکال لیا یا اس پر جو مال لدا ہوا تھا وہ مال اتار لیا، تو قطع ید نہیں ہوگا۔ (ص ۱۲۶)

(آجکل چلتی مال گاڑی میں سے مال چرائینے پر بھی غالباً یہی فیصلہ لگایا ہوگا)

(۹) ایک شخص نے کسی کو کوئی چیز کرایہ پر دی اور پھر خفیہ طور پر وہ چیز اپنے قبضے میں لے لی (چراغ) یا کسی نے کسی کو اپنا وکیل بنایا تھا۔ پھر اپنی مصالحتوں کی بنا پر وکیل کے قبضے سے اپنا مال خفیہ نکال لیا۔ یا کسی نے کسی کے پاس امانت رکھی تھی۔ پھر خفیہ طور پر وہ مال اس کے قبضے سے نکال لیا۔ یا کسی نے کسی کے پاس کوئی مال گروی رکھا تھا، اور اپنے مصالح کے تحت وہ مال خفیہ طور پر اس کے قبضے سے نکال لیا۔ تو اسے سرقہ نہیں قرار دیا جائے گا۔ (ص ۱۳۱-۱۳۲)

(۱۰) اگر گھر کے کسی خادم نے، جو مال کو رکھا کرتا تھا، اس مال میں سے چرایا تو اسے سرقہ نہیں کہیں گے۔

اور نہ خادم پر حد جاری کریں گے۔" (ص ۱۳۲)

(۱۱) اگر کسی نے اپنے والد، دادا، پردادا، یا بیٹے، پوتے یا پڑپوتے، یا بہن، بھائی، اناموں، بھوپھی اور خالہ کا مال چرائیا تو قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۵۱)

(۱۲) شوہر اگر بیوی کا مال چرائے، یا بیوی شوہر کا تو قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۵۱)

(۱۳) "سبزی کے مال چرائینے پر قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۵۱)

(۱۴) کسی اجنبی عورت کا مال چرائیا اور پھر اس سے نکاح کر لیا، تو چور کے اقرار کر لینے کے باوجود اس کا قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۵۱)

(۱۵) کسی شخص نے کسی کو سو روپے کا نوٹ دیا کہ اس کا بھان لے آئے، وہ شخص نوٹ لے کر چھپت ہو گیا یا کسی شخص نے ہڈی کا ٹکڑا اور برتن وغیرہ یا درجی کے حوالے کئے، اور با درجی وہ برتن لے کر بھاگ گیا۔ تو ان صورتوں میں کوئی مرقعہ نہیں کہا جائے گا۔ اور حد جاری نہیں ہوگی۔" (ص ۱۳۳)

(۱۶) اگر چوروں کی ایک جماعت مل کر ان کا بھان کریم کیا، اور ان میں ایک شخص ایسا بھی تھا جو اس شخص کا قریبی رشتہ دار تھا جس کا مال چرایا گیا، تو کسی پر بھی حد جاری نہیں ہوگی۔" (ص ۱۳۳)

(۱۷) امام ابو حنیفہ کے نزدیک، مٹی، اینٹ، چونا، شیٹ کی چوری پر قطع نہیں، بشرطیکہ وہ عین تجارت کے لئے نہ رکھے گئے ہوں۔" (ص ۱۳۴-۱۳۵)

(۱۸) امام ابو حنیفہ کے نزدیک، کفن چور کا قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۳۴)

(۱۹) "درخت کے پھل اور کھیت کی سبزی چرائینے پر قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۳۴) اسی طرح کھلیا سے ایسی فصل چرائینے پر بھی قطع ید نہیں ہوگا جو پوری طرح خشک نہ ہوئی ہو۔" (ص ۱۵۲)

(۲۰) "اگر کسی نے بکری، بھیڑ، اونٹ، گائے، گھوڑا، گدھا، خیر اور بھینس، چراگاہ سے چرا لی تو قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۳۴)

(۲۱) "اگر کسی مکان کا دروازہ کھلا ہو اور کوئی شخص دن کے وقت داخل ہو کر مکان سے کوئی چیز (بقدر نصاب) چرائے تو قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۳۴)

(۲۲) زید کو کسی مکان میں آنے جانے کی عام اجازت تھی اور زید اس میں آتا جاتا بھی تھا، پھر اس مکان میں سے کوئی چیز (بقدر نصاب) چرائی تو زید کا قطع ید نہ ہوگا۔" (ص ۱۳۴)

(۲۳) ایک چور ایک گدھے کے مکان میں داخل ہوا۔ اس نے مال سمیٹا اور گدھے پر بار کر دیا۔ پھر خود مکان سے خالی ہاتھ نکل آیا۔ گدھا، مکان سے مال مسروقہ کے ساتھ نکل آیا اور چور کے گھر چلا آیا تو قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۳۴)

(۲۴) "کسی نے اپنی کار عام شاہراہ پر کھڑی کر دی اور بلا کسی نگران کی موجودگی کے اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ تو وہ کار غیر محرز (غیر محفوظ) سمجھی جائے گی۔ اس کی چوری پر قطع ید نہیں ہوگا۔" (ص ۱۵۱-۱۵۲)

(۲۵) "تجارتی مراکز اور بیٹورنٹ سے ایسے اوقات میں جبکہ کاروبار ہو رہا ہو، یا عام داخلے کی

اجازت ہو، کوئی شخص وہاں سے چوری کرے، تو قطع ید نہیں ہوگا۔ (ص ۱۵۳)
 (۲۶) کسی نے قبر میں مال چھپا دیا تھا۔ قبر کھود کر کسی نے وہ مال نکال لیا تو قطع ید نہیں ہوگا۔ (ص ۱۵۴)
 (۲۷) کسی انسان یا کسی بچہ کو چرا لیا جائے تو سرقہ نہیں ہوگا۔ (البتہ بچے کی چوری موجب تعزیر ہوگی۔ حد نہیں)۔ (ص ۱۶۰)

(۲۸) اگر ایسا مال چوری ہو گیا جس کا مالک غائب یا مجہول ہے، تو خواہ سارق اقرار ہی کیوں نہ کرے، امام صاحب کے نزدیک حد جاری نہیں ہوگی۔ (ص ۱۶۰)
 (۲۹) امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس مال کی چوری پر حد جاری نہیں ہوگی جس کی ملکیت میں ملک کے اکثر عوام شریک ہوں۔ مثلاً بیت المال سے چوری۔ یا مال غنیمت سے چوری۔ (ص ۱۶۰)
 (اس اعتبار سے حکومت کی کسی بھی چیز کے چرانے پر حد عامہ نہیں ہوگی کیونکہ وہ قوم کی ملکیت ہوتی ہے)

(۳۰) امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر چور مال مسروقہ پر ملکیت کا دعویٰ کر دے، تو محض دعویٰ کر دینے سے حد ساقط ہو جائے گی اور اسے تعزیر دی جائے گی۔ (ص ۱۶۰)
 (۳۱) یرق کی چوری بھی سرقہ میں داخل نہیں۔ (ص ۱۶۱)

(۳۲) سرقہ موجب حد ہونے کے لئے امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ ارتکاب سرقہ دار العدل میں کیا جائے۔ اگر دار الحرب یا دار المظنی میں سرقہ کیا جائے، تو چاہے صاحب مال دار الحرب میں اور سارق دار العدل ہی میں کیوں نہ رہتا ہو، سارق پر حد جاری نہیں ہوگی۔ (ص ۱۶۳)

(اور عیب سے اہم)

(۳۳) سرقہ کی فرد جرم عامہ کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زمانہ جس میں عمل سرقہ کا صدور ہوا ہو، قحط سالی کا زمانہ نہ ہو قحط سالی کے زمانے میں بھوک سے پریشان ہو کر اگر کوئی شخص عمل سرقہ کا ارتکاب کرے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی۔ اسی ضمن میں وہ صورت بھی آتی ہے جبکہ کوئی شخص میث بھوکا ہو، اور پیسے پاس جوتے ہوئے بھی کھانے کی چیز دستیاب نہ ہو، یا اتنے پیسے ہی نہ ہوں کہ وہ کھانے کی چیز خرید کر کھالے اور بھوک لے اسے بے حال کر رکھا ہو، وہ حسب ضرورت چوری کر لے، تو اس پر حد جاری نہ ہوگی۔ (ص ۱۶۳-۱۶۴)

(حد تو ایک طرف اسے کسی جرم کا بھی مرتکب قرار نہیں دیا جائے گا حضرت عمرؓ کے فیصلے کی روش سے، سزا انہیں دی جائے گی جنہوں نے ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے جن کی رو سے وہ چوری کرنے پر مجبور ہو گیا)۔

-(۱)-

جرم کا ثبوت - اقرار - شہادت

(۱) عورتوں کی شہادت حدود میں مقبول نہیں ہوگی۔ (ص ۱۶۴)

- (۲) دیگر حقوق میں ادائے شہادت فرض ہے لیکن حدود میں شاہد (گواہ) کو اختیار ہے کہ وہ شہاد دے یا پردہ پوشی کرے۔ اور پردہ پوشی افضل ہے۔ (۱۷۳)
- (۳) اگر حور نے اقرار کیا لیکن اپنے اقرار میں یہ کہا کہ میں نے یہ مال چرایا ہے لیکن میں یہ نہیں بتاؤں گا کہ اس کا مالک کون ہے۔ یا یہ کہ میں نے یہ روپے چرائے ہیں لیکن میں نہیں جانتا کہ یہ کس کے ہیں، تو ان دونوں صورتوں میں بقول امام محمد، قطع نہیں ہوگا۔ (۱۸۳)
- (۴) اقرار بالکبرہ ربا پر پٹ کر سارق سے سرقہ کا اقرار کرنا موجب حد نہیں۔ لیکن اگر وہ مال کا اقرار کرے تو اسے مال واپس کرنا ہوگا، یا مال کا تاوان ادا کرنا ہوگا۔ (۱۸۵)
- (۵) اگر اجرائے حد سے قبل سارق اپنے اقرار سے رجوع کرے، یا کوئی ایسی بات کہہ دے جس سے شبہ پیدا ہو جائے، تو حد ساقط ہو جائے گی۔ (۱۸۵)
- (۶) حاکم کے لئے مستحب ہے کہ وہ ملزم کو اس بات کی تلقین کرے کہ وہ چوری کا اقرار نہ کرے تاکہ اس سے حد کو دفع کر دیا جائے۔ (۱۸۲)
- (۷) اگر چور چوری کا اقرار کرنے کے بعد بھاگ جائے تو اس کو پکڑنے کی کوشش نہیں کی جائیگی۔ (۱۸۳)
- (۸) اگر کسی انجیکشن کے ذریعے مجرم کا ہاتھ کاٹنے سے پہلے سس کر دیا جائے تو شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ (۱۹۲)

(۲۰)

یہ ہیں وہ احوال و شرائط جن کے تحت، ان جرائم کا مجرم، ارتکابِ جرم (بلکہ اقرارِ جرم) کے باوجود حد سے بچ سکتا ہے۔ (کتاب میں اور بھی بہت سی شرائط و احوال ہیں، لیکن ہم نے انہی پر اکتفا کیا ہے) اگر کوئی مجرم اتنے کھلے ہوسے راستوں کے باوجود، اپنے آپ کو سزا کا مستوجب بنا لیتا ہے تو اس کے متعلق اس کے سوا کیا کہا جائے گا کہ وہ بڑا ہی بد قسمت ہے!

(ضمناً) آپ نے دیکھا ہوگا کہ مندرجہ بالا قوانین میں ہر مقام پر کہا گیا ہے کہ "غلاں امام" کا فتویٰ یا فیصلہ یوں ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ دیگر ائمہ کا فیصلہ اس سے مختلف ہے۔ فقہ کے ہر قانون کی یہی کیفیت ہے۔ اس میں مختلف ائمہ فقہ کے مختلف فیصلے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جو مختلف فرقوں کی فقہیں مختلف ہیں۔ اور تمنا شاہیہ کہ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہے کہ ان کی فقہ اسلام کے مطابق ہے۔

(۲۱)

نوٹ:- ہم نے یہ فقہی احکام، شیعہ صاحب کی کتاب سے نقل کر دیئے ہیں۔ ہم نہ تو ان کی صحت کے ذمہ دار ہیں اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان میں ان کی پوزیشن کیا ہے۔

(۲۲)